انصار الدین

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

Masroor Eye Institute Burkina Faso





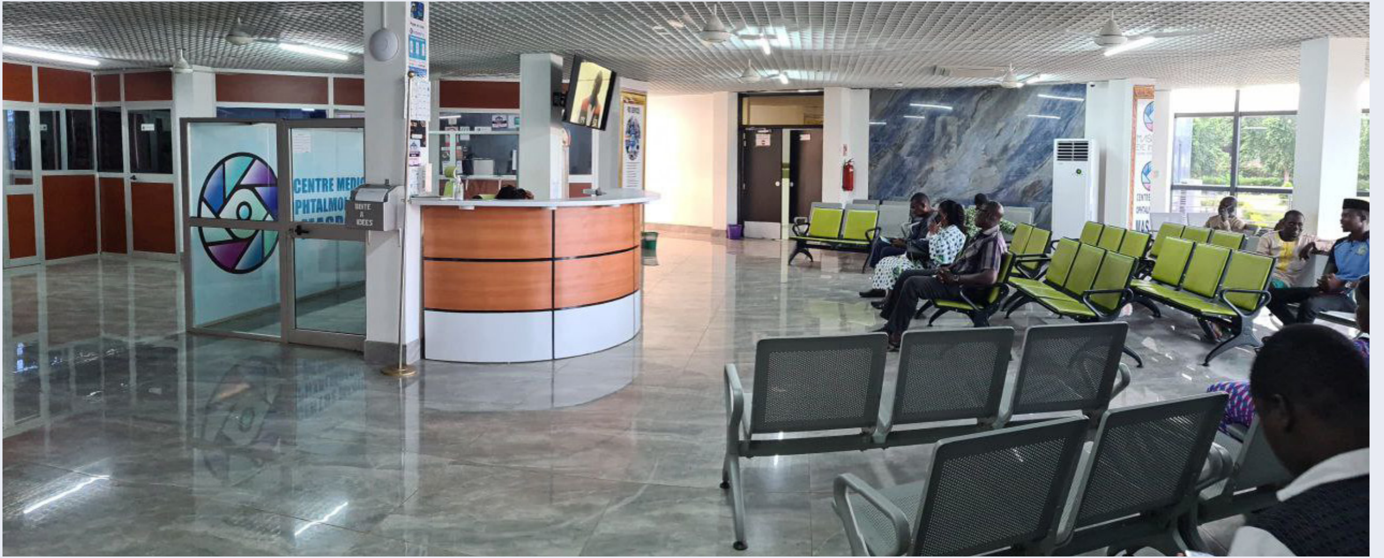
MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM

مئی/جون 2025ء | ہجرت/احسان 1404 ہجری شمسی | ذوالقعدہ/ذوالحجۃ 1446 ہجری | جلد 22 نمبر 3

www.ansaruddin.org.uk



مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب (چیئرمین مسرور ہیلتھ فاؤنڈیشن) اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ اپنے ایک دورہ کے دوران مسرور ہیلتھ سنٹر کے کارکنان کے ساتھ



مسرور ہیلتھ کمپلیکس میں ریسیپشن کا منظر



مریضوں کی سہولت کے لئے مہیا کی گئی ایمبولینس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین



انصار الدین

مئی/جون 2025ء | ہجرت/احسان 1404 ہجری شمسی

ذوالقعدہ/ذوالحجۃ 1446 ہجری | جلد 22 نمبر 3

رسالہ انصار الدین میں اشاعت کے لئے اپنے مضامین ہمیں درج ذیل ایمیل ایڈریس پر بھجوائیں

ansaruddin@ansarullahuk.org

ہماری ویب سائٹ ہے:

: ansaruddin.org.uk

: @Ansaruddin_UK

درس القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔ (سورۃ النور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

”ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے ایک وعدے کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اس اس طرح ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں انعام سے نوازے گا۔ اور وہ خلافت کا انعام ہے۔ جس کے نتیجہ میں تمہیں تمکنت بھی حاصل ہو گی اور خوف کی حالتوں کے بعد امن کی حالت بھی ملے گی۔ پس یہ وعدہ ہے، پیشگوئی نہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ دے گا۔ یہ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں دے گا اور ضرور دے گا بلکہ یہ اس وعدے کے ساتھ ہے کہ جو اس کی شرائط پوری کرنے والے ہوں گے۔ اور وہ شرائط کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میری عبادت کرنے والے ہوں گے۔ شرک سے مکمل طور پر پرہیز کرنے والے ہوں گے۔ اگر عبادت کرنے والے نہیں۔ جو عبادت کا حق ہے اس سے عبادت کرنے والے نہیں۔ اگر شرک سے کُلّی طور پر اجتناب کرنے والے نہیں اور اس سے بچنے والے نہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر وہ اس وعدہ سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ پس خلافت ہو گی بھی تو ایسے لوگ اگر یہ شرائط پوری نہیں کر رہے، جو عمل کرنے والے نہیں وہ خلافت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔“

(خطبہ جمعہ 25/ مئی 2018ء)

حدیثُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت عبد الرحمٰن بن سہل ؓبیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

(کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال۔ فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد 11 صفحہ 115 حدیث نمبر 31444)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور

خِلَافَۃ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ

قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم و ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 17684)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام حدیث نمبر 2737)

رسول کا ظل

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“ (شھادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

خلیفہ کے آنے کا مدّعا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سوال کیا گیا کہ خلیفہ کے آنے کا مدّعا کیا ہوتا ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اصلاح“۔ دیکھو حضرت آدم سے اِس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسان کی عملی حالتیں کمزور ہو گئیں اور انسان زندگی کے اصل مدّعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مرسل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا، شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قائم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنا دیا۔

غرض اللہ تعالیٰ کی یہی سنّت چلی آتی ہے کہ ایک زمانہ گزرنے پر جب پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ بھول کر راہ راست اور متاعِ ایمان اور نور معرفت کو کھو بیٹھتے ہیں اور دنیا میں ظلمت اور گمراہی، فسق وفجور کا چاروں طرف سے خطرناک اندھیرا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات جوش مارتی ہیں اور ایک بڑے عظیم الشان انسان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا نام اور توحید اور اخلاق فاضلہ پھر نئے سرے سے دنیا میں اس کی معرفت قائم کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بیّن ثبوت ہزاروں نشانوں سے دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کھویا ہوا عرفان اور گمشدہ تقویٰ طہارت دنیا میں قائم کی جاتی ہے اور ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوتا ہے۔ غرض اسی سنت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے“۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 234-233۔ ایڈیشن 2022ء)



پیغام سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بر موقع افتتاح ”مسرور ہیلتھ کمپلیکس“ بر کینا فاسو



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

اسلام آباد۔یوکے

HM – 11-02-2025

معزز حاضرین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ اس نے مجلس انصاراللہ یوکے کو برکینا فاسو میں مسرور ہیلتھ کمپلیکس تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مجلس انصاراللہ یوکے کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور خدمت انسانیت کے جذبے کے تحت وہ اپنے قدم آگے سے آگے بڑھاتے رہیں۔

خدمتِ انسانیت ہمارے دین کی بنیادی اینٹ ہے اور جماعت احمدیہ ابتداء سے ہی اس تعلیم کو عملی جامہ پہنانے میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دفعہ فرمایا اور میں بھی کئی بار اپنی تقاریر اور خطبات میں اس بات کا ذکر کر چکا ہوں کہ آپؑ کی بعثت کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کئے جائیں اور دوسرے یہ کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انسانیت کو فائدہ پہنچا کر حقوق العباد بجالائے جائیں۔ اور یہ خدمت کسی رنگ، نسل یا مذہب کی تفریق کے بغیر ہونی چاہیے۔

الحمدللہ کہ اس تعلیم کا ایک عملی نمونہ آج ہم مسرور ہیلتھ کمپلیکس کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے مبارک اور بے لوث خدمت انسانیت کا ذریعہ بنائے۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے۔ اور جب تک جماعت احمدیہ کا ہر ادارہ اس مقصد کو سامنے رکھتے

ہوئے کام کرتا رہے گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 216-217۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ) اللہ تعالیٰ آئندہ بھی مجلس انصاراللہ کو خدمت انسانیت کے منصوبوں کی توفیق دیتا رہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہیلتھ کمپلیکس کو نہ صرف جسمانی بیماریوں کے علاج کا ذریعہ بنائے بلکہ روحانی اور اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دینے کا باعث بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پورے عملہ کو بھی اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں نبھانے کی توفیق دے اور جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمتِ انسانیت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفة المسیح الخامس



برکات خلافت کا زندہ نشان

مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو

انصار اللہ برطانیہ کے پراجیکٹ کا آغاز

محمد محمود خان۔ نائب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ

انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کا پس منظر:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ یوکے کو ایک لمبے عرصہ تک ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعے افریقہ میں آنکھوں کے آپریشنز کے لئے ہر سال ایک خطیر رقم مہیا کرنے کا موقع ملتا رہا۔ سال 2015 میں مجلس انصار اللہ کے قیام کے 75 سال پورے ہونے پر اس وقت کے صدر مجلس انصار اللہ یوکے مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب اور نیشنل مجلس عاملہ نے اس موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر اور صدقہ جاریہ کے طور پر اور بہت سی تجاویز کے ساتھ ایک ہسپتال تعمیر کرنے کی تجویز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت اس تجویز کو منظور فرمایا۔

ابتدائی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کام کے لئے 5 لاکھ پاؤنڈ کی رقم اکٹھی کی جائے گی اور آنکھوں کے علاج کی سہولیات کے لئے حضورِ اقدس جہاں ارشاد فرمائیں گے یہ رقم مہیا کر دی جائے گی۔ اس پر حضورِ اقدس نے ازراہِ شفقت برکینا فاسو کو اس طرح کی سہولیات کے لئے منتخب کیا۔ دنیا بھر میں کئی مقامات پر ایسی تعمیر کی ضرورت ہونے کے باوجود اس منصوبے کو برکینا فاسو میں بنانے کا فیصلہ ہونا خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تحت ایک معجزہ ہے۔

یہاں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ برکینا فاسو ہی کیوں؟ اتنا بڑا افریقہ ہے۔ پہلے تو شائد ہمیں اس بات کی سمجھ نہ آتی لیکن اب کم از کم خاکسار تو اس بات پر یہی سمجھتا ہے کہ یہ بھی خلافت کی دور اندیشی اور فراست تھی کہ اس نے برکینا فاسو کو منتخب کیا جب ہم سب نے وہ جانی قربانیوں کے پاک نمونے دیکھے، ان بہادر اور ایمان کے اعلیٰ معیار پر قائم 9 احباب نے احمدیت کی خاطر اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کیا، جن کی مثال آنحضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں ہی ملتی ہے۔ اور یہ مجلس انصار اللہ یوکے کی خوش قسمتی ہے کہ برکینا فاسو میں اللہ تعالیٰ نے خدمتِ انسانی کے لئے انہیں منتخب کیا۔ الحمد للہ

تعمیر کے مراحل:

بنیادی طور پر خیال تھا کہ دو تین کمروں پر مشتمل کوئی چھوٹا سا آئی کلینک تعمیر کیا جائے گا جو کہ برکینا فاسو میں آنکھوں کے علاج کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ یوکے سے کچھ بڑا کام لینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ ایک چھوٹے سے کلینک سے ہسپتال اور پھر ایک انسٹیٹیوٹ میں تبدیل ہو گیا۔ جب صدر مجلس نے اس ہسپتال کے نام مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی تجویز حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش کی تو حضورِ اقدس نے ازراہ شفقت منظور فرمایا اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

''اس نام کی لاج بھی رکھنا''

اس انسٹیٹیوٹ کے نام کی منظوری کے بعد اس پروجیکٹ کو ہسپتال سے انسٹیٹیوٹ کے طور پر اپ گریڈ کیا گیا اس وقت صدر مجلس اور عاملہ نے وعدہ کیا کہ جتنی بھی رقم کی ضرورت ہوگی مجلس انصار اللہ ان شاء اللہ مہیا کرے گی۔

اب یہ انسٹیٹیوٹ صرف نام کا انسٹیٹیوٹ نہیں ہوگا بلکہ اس کا مقصد مقامی لوگوں کا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ مقامی اور انٹرنیشنل ڈاکٹرز کی مدد سے مقامی ڈاکٹرز کی ٹریننگ بھی شامل ہوگی۔

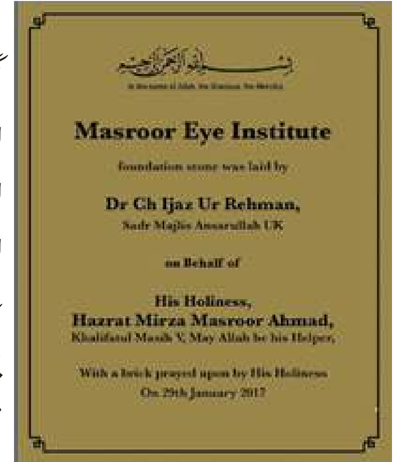


حضورِ اقدس سے نقشہ کی منظوری کے بعد کنسٹرکشن کے کام کا آغاز کیا گیا۔ ابتداء میں حضورِ اقدس کی اجازت سے اس پروجیکٹ کی دیکھ بھال کے لئے برکینا فاسو میں ایک Overseer انجینئر اینڈ آرکیٹکٹس ایسوسی ایشن پاکستان کی خدمات حاصل کی گئیں۔

اس انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کا آغاز 29 جنوری 2017 کو تقریبِ سنگ بنیاد کے ساتھ ہوا۔ حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا اور دعا کے ساتھ ایک اینٹ بھی عطا فرمائی۔

اس تقریب میں کافی تعداد میں مقامی غیر از جماعت سرکاری عہدیدار بھی شامل ہوئے اور مختلف ملکی و غیر ملکی اخبارات اور ٹی وی چینلز پر اس کی خبریں نشر کی گئیں۔ ان ممالک میں فرینچ زبان بولنے والے افریقی ممالک خصوصیت سے شامل تھے۔

2017ء میں تعمیر کا کام شروع ہوا۔ ابتدائی نقشہ میں مقامی حالات کے مطابق تبدیلی کی گئی اور مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے تکمیل تک پہنچا۔ ابتدائی طور پر مکرم جیالو عبد الرحمٰن صاحب نے اس کی نگرانی کی۔ اسی طرح حضورِ اقدس کی اجازت سے مکرم عبد الماجد صاحب نے بھی متعدد بار برکینا فاسو کا دورہ کیا اور خاص کر بیرون ملک سے کنسٹرکشن کے سامان کی خریداری میں مدد کی۔ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ یوکے نے اس پروجیکٹ کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا اور کووڈ کی وبا کے باوجود متعدد بار برکینا فاسو کا دورہ کیا اور کئی کئی ماہ تک وہاں قیام کر کے تعمیرات کی نگرانی کی۔



اس انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کی نگرانی کے لئے حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب کی نگرانی میں ایک انٹرنیشنل بورڈ کی منظوری عطا فرمائی۔ اسی طرح مقامی طور پر نگرانی کے لئے بھی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ بعد ازاں وقت کے ساتھ ساتھ حضورِ اقدس اس مرکزی بورڈ میں تبدیلیاں فرماتے رہے۔ اور موجودہ صدر مجلس انصار اللہ یوکے مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کو اس بورڈ کا ممبر مقرر فرمایا۔

مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی دلکش اور خوش نما بلڈنگ

یہ بلڈنگ برکینا فاسو کے دار الحکومت واگاڈوگو شہر میں جماعت کی زمین بستانِ مہدی میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ سوا تین ایکڑ ہے۔ یہ جدید طرز پر تعمیر کی جانے والی خوبصورت دو منزلہ عمارت اس علاقے میں منفرد نظارہ پیش کرتی ہے۔



مسرور آئی انسٹیٹیوٹ میں چھ کنسلٹیشن رومز، دو آپریشن تھیٹرز، آٹھ بیڈز، دو پرائیویٹ رومز اور 150 نشستوں پر مشتمل آڈیٹوریم بنایا گیا ہے۔ یہ بلڈنگ مکمل طور پر ایئر کنڈیشن ہے۔ اسی طرح بجلی کی ضرورت کو پوری کرنے کے لئے سولر سسٹم کا ساتھ ساتھ جنریٹر کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔

فنڈز کلیکشن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایات و راہنمائی میں مجلس انصار اللہ یوکے نے 1985 میں چیریٹی واک کا آغاز کیا تھا۔ اس واک کے ذریعہ جو بھی رقم اکٹھی ہوتی اس سے مقامی چیریٹیز کی مدد کے ساتھ ساتھ جماعتی نظام کے تحت غریب ممالک میں مدد شامل تھی جیسا کہ افریقہ میں ٹیوب ویلز، آنکھوں کا علاج اور ماڈل ویلج وغیرہ شامل تھے۔

اسی پلیٹ فارم کے ذریعہ مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کے لئے رقم اکٹھی کی گئی۔

ایک بات کا خاکسار یہاں ذکر کرنا چاہتا ہے کہ اس پروجیکٹ کی منظوری کے بعد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس انصار اللہ یوکے پر شفقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نہ صرف اس پروجیکٹ میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے راہنمائی اور ہدایات فرماتے رہے بلکہ اس کی تعمیر میں ازراہِ شفقت برکت کے طور پر رقم بھی عطا فرمائی۔ الحمد للہ

اس انسٹیٹیوٹ کی تعمیر میں بہت سے احمدی اور غیر احمدی احباب و خواتین نے حصہ ڈالا اور جماعتی روایات کے عین مطابق مالی قربانی کے اعلیٰ نمونے پیش کئے۔



مجلس انصار اللہ یوکے کا منفرد اعزاز

جب تعمیرات کا کام کافی حد تک مکمل ہو گیا تو اس وقت کے صدر مجلس انصار اللہ ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب حضورِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اب تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے اور جیسا کہ جماعتی روایات ہیں کہ ذیلی تنظیمیں اس طرح کا تجربہ نہیں رکھتیں کہ حضورِ اقدس راہنمائی فرمائیں کہ اب یہ انسٹیٹیوٹ کس کے حوالے کیا جائے تا کہ مشینری کی انسٹالیشن وغیرہ ان کی نگرانی میں کی جاسکے۔ اس پر حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

”یہ مجلس انصار اللہ کا پروجیکٹ تھا اور مجلس انصار اللہ کا ہی رہے گا۔“

اس پر ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب نے حضورِ اقدس سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ یوکے کو حضورِ اقدس کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میڈیکل سہولیات

حضورِ اقدس کے اس ارشاد کے بعد حضورِ اقدس کی اجازت سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو کہ مختلف ممالک کے احمدی اور غیر احمدی پروفیشنلز کے ساتھ رابطہ کر کے رپورٹ پیش کریں کہ کس قسم کے آلات خریدے جائیں اور وہ آلات کہاں سے مل سکتے ہیں۔ اس کام میں مکرم ڈاکٹر عمران مسعود صاحب آئی سرجن اور مکرم عکاشہ بدر احمد صاحب کی ٹیم نے بڑی محنت کے ساتھ ریسرچ کی اور مختلف کمپنیوں سے کوٹیشنز لی گئیں۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس انسٹیٹیوٹ میں یورپین سٹینڈرڈ کے تمام آلات نصب کئے جائیں اور سب مشینیں اور تکنیکی آلات دورِ حاضر کی ضروریات کے مطابق ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسرور آئی انسٹیٹیوٹ مغربی افریقہ میں اپنی نوعیت کا منفرد انسٹیٹیوٹ ہے جس میں دورِ حاضر کی جدید ترین مشینری نصب کی گئی ہے۔

اسی طرح ایک وسیع آڈیٹوریم بنایا گیا ہے جس میں مختلف سیمینارز اور کانفرنسز کے علاوہ میڈیکل کے طلبہ براہِ راست نہ صرف آپریشن تھیٹر سے آپریشن دیکھ سکیں گے بلکہ بیرون ممالک سے ڈاکٹر ان کو لیکچرز بھی دے سکیں گے۔

اس انسٹیٹیوٹ سے خلیفۃ المسیح کی محبت اور راہنمائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2019ء میں برکینا فاسو کا ایک منسٹر جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوا اور اس کی ملاقات حضورِ اقدس سے بھی ہوئی جس پر حضورِ اقدس نے ملاقات کے دوران ان کو فرمایا۔

”اس انسٹیٹیوٹ میں علاج کی سہولیات صرف برکینا فاسو میں نہیں بلکہ تمام افریقہ سے بہتر ہوں گی۔“

اسی طرح جون 2021 میں مجلس انصار اللہ یوکے کی آن لائن ملاقات میں صدر مجلس انصار اللہ یوکے نے حضورِ اقدس کی خدمت میں مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی تفصیلی رپورٹ پیش کی جس پر حضورِ اقدس نے خوشنودی کا اظہار



فرمایا اور فرمایا۔

”جزاک اللہ، ماشاء اللہ بڑا اچھا بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کو چلانے کی توفیق بھی دے۔“

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں، ہدایات اور راہنمائی سے اکتوبر 2021 میں یہ انسٹیٹیوٹ مکمل طور پر خدمتِ انسانی کے لئے تیار ہو گیا اور 21 اکتوبر سے پوری طرح آپریشنل ہو گیا۔ الحمد للہ

افتتاحی تقریب

حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی افتتاحی تقریب 19 نومبر 2022 مقرر ہوئی۔ مقامی طور پر تیاری کے لئے مکرم امیر صاحب برکینا فاسو کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس وقت کے صدر مجلس انصار اللہ یوکے ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب کو افتتاحی تقریب کے لئے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا۔ آپ کے علاوہ نیشنل عاملہ کے چند احباب، ایم ٹی اے کے نمائندہ اور انٹر نیشنل میڈیکل بورڈ کے ممبران بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

افتتاحی تقریب کے لئے انسٹیٹیوٹ کو جھنڈیوں اور غباروں سے سجایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ خوبصورت بینرز بھی لگائے گئے تھے۔

مورخہ 22 نومبر 2022ء کو صبح 11 بجے انسٹیٹیوٹ کے مرکزی دروازے پر ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ، محترم امیر صاحب برکینا فاسو، اور وزیرِ صحت برکینا فاسو کے نمائندہ اور دیگر معززین تشریف لائے مکرم صدر مجلس اور نمائندہ وزیر صحت نے مل کر ربن کاٹا۔ اس کے بعد تمام مہمانان مرکزی استقبالیئے میں داخل ہوئے۔



بعد ازاں ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب نے بحیثیت نمائندہ خلیفۃ المسیح مرکزی استقبالیئے کے دائیں جانب افتتاح کی غرض سے لگائی گئی تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا کروائی۔ تختی کی نقاب کشائی کے بعد تمام مہمانان پہلی منزل پر واقع خوبصورت آڈیٹوریم میں تشریف لے گئے اور وہاں باقاعدہ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ اور شاملین کو اس انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کے مقاصد اور موجود سہولیات کے متعلق بتایا گیا جس کو مہمانان نے بہت سراہا۔

حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس موقع پر ایک خوبصورت پیغام سے بھی نوازا۔ اس تقریب کے اختتام سے قبل نمائندہ حضورِ اقدس نے یہ پیغام پڑھ کر سنایا اور اس پُر وقار تقریب کا اختتام دعا سے کروایا۔ اختتامی تقریب میں مجموعی طور پر 300 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔

اس پروجیکٹ کے دوران جہاں اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال کا نظارہ کیا وہاں حضورِ اقدس کی بیش قیمت راہنمائی ہدایات دور اندیشی اور قبولیت دعا کے بہت سے نمونے بھی دیکھے۔ جب یہ پروجیکٹ شروع ہوا تو اس بات کا فہم اور اندازہ کرنا ممکن نہیں تھا کہ حضور اقدس کی دور رس نگاہ برکینا فاسو اور افریقہ کے اس حصے کے لئے کیا بیش قیمت تحفہ دیکھ رہی ہے۔ اس پروجیکٹ میں جہاں جہاں مشکلات آئیں اور محسوس ہوا کہ شائد یہ پایۂ تکمیل تک اس رنگ میں نہ پہنچ سکے جس کی حضورِ اقدس کی خواہش تھی۔ راستے خود بخود کھلتے چلے گئے اور ایسے اشخاص اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورِ اقدس کی دعاوں کے نتیجہ میں ایسے سلاطینِ نصیر ساتھ ملتے گئے کہ سب کام آسان ہوتے چلے گئے۔ جماعت اور غیر از جماعت دوستوں، جن کی رائے اس انسٹیوٹ کے بارے میں مکمل طور پر مختلف تھی، کے دل اس طرح بدلے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

یہ جماعت کا پہلا ایسا پراجیکٹ ہے جس میں اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ براعظم افریقہ کا یہ حصہ نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے بلکہ Transfer of Technology and Knowledge کی وجہ سے وہاں کے ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کو ٹرینڈ کر کے باقی علاقوں میں خدمت کرنے کے لئے تیار کریں، یہ ایک ایسا صدقۂ جاریہ ہے اور خدمت کا طریق ہے جس کو افتتاحی تقریب کے دوران برکینا فاسو کے سابق صدر کے علاوہ دیگر شاملین نے بے انتہا سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ افریقہ کے اندر ہونے والے میڈیکل پروجیکٹس یا تو کیمپوں کی صورت میں لگائے جاتے ہیں جس میں باہر سے آنے والے ڈاکٹرز کچھ محدود لوگوں کا علاج کر کے واپس چلے جاتے ہیں یا ایسے کلینک کھولے جاتے ہیں جہاں علاج تو مہیا کیا جاتا ہے مگر سب لوگوں کے لئے اس کی فیس دینا ممکن نہیں ہوتا۔

خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے جذبات

مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کی منظوری سے لے کر اس کے مکمل ہونے تک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں، ہدایات وراہنمائی ہمیشہ شامل حال رہی۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کی مدد فرماتا رہے اور آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو یہ انسٹیٹیوٹ مقامی لوگوں کی خدمت کر رہا ہے یہ بہت سے لوگوں کی شب و روز کی محنت، کوششوں اور دعاؤں کا ثمر ہے۔

مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ یوکے جن کی وجہ سے مجلس انصار اللہ یوکے کو اس انسانی ہمدردی کے منصوبے پر کام کرنے کا موقع ملا، اسی طرح اس پروجیکٹ کی منظوری سے تعمیر تک کئی بار لندن سے برکینا فاسو کا سفر کیا اور کام کی ذاتی نگرانی کی۔

مکرم و محترم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو۔ آپ نے مقامی طور پر تعمیر کی نگرانی کے لئے کمیٹی کی سربراہی کی۔ اسی طرح لوکل کمیونٹی سے روابط استوار کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

مجلس انصار اللہ یوکے کے موجودہ صدر مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کی سربراہی میں کام کرنے والے ممبران جن میں مکرم عکاشہ بدر احمد صاحب، مکرم مصور ادریس صاحب اور مکرم نبیل احمد صاحب نے انتھک محنت کے ساتھ اس پروجیکٹ کو حضورِ اقدس کی دعاؤں سے اس قابل بنایا کہ وہ ضرورت مند لوگوں کی مدد کر سکے۔

یہاں اگر پروفیسر ڈیالو صاحب (Prof. Diallo Jean Wence-slas) کا ذکر نہ کریں تو ناانصافی ہوگی۔ آپ برکینا فاسو میں ایک معروف آئی سپیشلسٹ ہیں اور آرمی کے حاضر سروس ڈاکٹر ہیں۔ مکرم امیر صاحب برکینا فاسو اور ڈاکٹر چوہدری اعجاز احمد صاحب کی کاوشوں سے ان کے ساتھ روابط قائم ہوئے اور ان کی حضورِ اقدس سے ملاقات بھی کروائی گئی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کے ساتھ اس وقت رضاکارانہ طور پر مسرور آئی انسٹیٹیوٹ کے معاملات دیکھ رہے ہیں اور حکومتی معاملات میں بھی بہت مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ یوکے کو اس طرح کے انسانی ہمدردی کے کاموں کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور حقیقی رنگ میں خلیفۃ المسیح کے سلطانِ نصیر اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات پر پورا اترنے والے بنائے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”تقویٰ کے لئے پہلی ضروری چیز ایمان کی درستی ہی ہے۔ قرآن کریم نے مومن کی علامت یہ بتائی ہے کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں متقی کیسے بنوں۔ اس کے لئے پہلی ضروری چیز ایمان بالغیب ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، قیامت رسولوں اور ان شاندار عظیم الشان نتائج پر جو آئندہ نکلنے والے ہیں، ایمان پیدا کرنا چاہئے۔ انسان کے اندر بزدلی اور نفاق وغیرہ اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل میں ایمان بالغیب نہ ہو۔“

(سبیل الرشاد جلد اول صفحہ 55۔ تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1941ء)

برکات خلافت

(خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات)



چوہدری ناز احمد ناصر

خدا تعالیٰ سمیع الدعا ہے اور مجیب الدعوات ہے اور وہ ہر مضطر کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کا یہ فیض بہت عام ہے۔ لیکن وہ جو خدا تعالیٰ کے بہت پیارے اور اس کے مقرب ہوتے ہیں، جیسے انبیاء اور ان کے خلفاء، ان کی دعاؤں کی قبولیت ایک عام انسان کی نسبت بہت زیادہ نصرت الٰہی کا مظہر ہوتی ہے۔

خلفاء جماعت کے افراد کے لیے کس طرح تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے ہیں، اس بارہ میں خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مرتبہ جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: **"تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے........اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔"**

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

اس جگہ خاکسار خلفاء سلسلہ کے ساتھ ذاتی تعلقات کا ذکر کرنا چاہتا ہے، جن میں خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت کا خصوصی طور پر اظہار ہوا ہے۔ ان واقعات کو تحریر کرنے کا مقصد خدا تعالیٰ کے شکر کے اظہار طور پر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری نسلوں کو بھی خدا سے گہرا تعلق پیدا کرنے کی توفیق دیتا رہے اور ہم پر اپنے فضلوں کی بارش کرتا رہے۔ جب سے ہوش سنبھالا ہے خلفاء سلسلہ کے ساتھ قریبی تعلق رکھنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ خاکسار کو خلافت ثانیہ سے تا حال خلفاء کو ملنے اور ان سے برکات حاصل کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ ان تعلقات کے بارہ میں اور ان کی دعاؤں سے وافر حصہ لینے کے بارہ میں اختصار کے ساتھ ذیل میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

خاکسار اس وقت تعلیمی مشاغل اور بعد میں بغرض ملازمت و تکمیل تعلیم کراچی منتقل ہو گیا، جہاں سے جلسہ سالانہ (شروع سے اندازاً 1948) اور تربیتی کلاسز میں شمولیت کے لیے ربوہ جانا رہتا تھا۔ حضور انور سے بذریعہ خط اور ذاتی طور پر ملنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ دعا کے لیے بھی دعائیہ خطوط باقاعدگی سے لکھے جاتے تھے اور حضور کی دعاؤں کی قبولیت بھی دیکھنے میں آتی تھی لیکن کوئی ریکارڈ نہیں رکھ سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضور انور کی اجازت اور دعا سے سفر جرمنی: غالباً نومبر دسمبر 1974ء میں جب احمدیوں کی جرمنی آمد شروع ہوئی تو خاکسار کے برادر نسبتی مکرم لئیق احمد صاحب نے جرمنی سے خاکسار کو بھی لکھا کہ اس طرح لوگ جرمنی آ رہے ہیں تم بھی مناسب سمجھو تو آ جاؤ۔ خاکسار نے مناسب سمجھا کہ خلیفہ وقت سے بھی اجازت لے لی جائے۔ چنانچہ عام ڈاک سے حضور انور کی خدمت میں اجازت اور دعا کے لیے لکھا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ہی حضور انور کی طرف سے جواب آ گیا کہ **"اگر جا سکتے ہو تو چلے جاؤ۔"**

خاکسار کی مرکزی حکومت کے ایک محکمہ میں باعزت ملازمت تھی، ساتھ ہی پارٹ ٹائم کام اور معمولی سا بزنس بھی تھا، چنانچہ ان سب کاموں سے فراغت کے بعد 8 مارچ 1975ء کو ایک دوست مولود احمد صاحب کے ساتھ سفر کا پروگرام بنا۔ حضور انور کی اجازت اور دعاؤں سے اختیار کیا گیا سفر بخیر و عافیت انجام کو پہنچا جب کہ ان دنوں کچھ لوگ واپس بھی ہوئے تھے۔ یہاں آ کر اور کیس کرنے کے بعد عمومی طور پر مشن ہاؤس میں ہی خدمت ہوتی تھی جو بعد میں اکتوبر 1975ء میں حضور انور کی منظوری سے خاکسار کو سیکریٹری مشن بنا دیا گیا۔ حضور انور کے خلافت کے انتخاب کے وقت بھی خاکسار ربوہ میں ہی تھا۔ انتخاب کے بعد حضور انور نے تمام موجود لوگوں سے ملاقات بھی فرمائی۔ میری باری آنے پر خاکسار کے معانقہ کی درخواست پر اپنے پیچھے کھڑا کر دیا اور سب سے ملاقات کے بعد میری درخواست کو قبول فرمایا اور معانقہ کا شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ

حضور انور کی دعا سے خاکسار کے ویزے اور کام کے حصول میں آسانی کا پیدا ہونا: خاکسار کی جرمنی میں آمد 9 مارچ 1975ء کو ہوئی لیکن کسی وجہ سے ویزا دینے والے دفتر میں خاکسار کی فائل کسی اور فائل میں چلی گئی، اس طرح ویزے کے لیے ہر دفعہ جانے پر انکار ہو جاتا تھا۔ حضور انور کو اس سلسلہ میں باقاعدہ خطوط کے ذریعہ دعا کی درخواست کی جاتی رہی۔ بالآخر 19 اگست 1975ء کو فائل ملنے پر پاسپورٹ پر 6 ماہ ویزا کی سٹیپ لگا دی گئی۔ چونکہ خاکسار

مکرم انوری صاحب، امیر و مشنری انچارج صاحب کے ساتھ ہی پہلے اعزازی اور بعد میں بطور سیکریٹری مشن خدمات بجالا رہا تھا، مکرم انوری صاحب نے ایک غیر احمدی دوست، خان خورشید اکبر خان صاحب، جو خود بھی امریکن آرمی میں کام کر رہے تھے اور اکثر مسجد آتے رہتے تھے، سے کہہ کر مجھے بھی کوئی کام دلوانے میں مدد کا کہا۔ چنانچہ انہوں نے کوشش کر کے اپنے ہی دفتر میں ایک سیکریٹری، جس کا خاکسار کو پاکستان گورنمنٹ کی سروس میں تجربہ بھی تھا، کی پوسٹ خالی ہونے پر وہاں کوشش کر کے رکھوا دیا۔ یہ حضور انورؒ کی دعا کے نتیجہ میں ہی ہوا۔ یہ جگہ آرمی میں ایک بریگیڈ ہیڈ کوارٹر میں تھی، جہاں بعد میں ترقیات کے دروازے کھلتے گئے۔ الحمدللہ۔

حضور انور کی دعا سے جرمنی میں مکان کا حصول: خاکسار جرمنی میں 1975 کے شروع میں آیا اور فیملی 1976 کے وسط میں۔ فیملی کے آنے سے پہلے مکان کا حصول ضروری تھا، چنانچہ اس کے لیے آفس کی طرف رجوع کیا گیا۔ ان لوگوں نے جب چار کمروں کا مکان دیا تو بالکل نہ پوچھا اور نہ دیکھا کہ فیملی بھی ہے کہ نہیں اور نہ ہی ویزے کا پوچھا۔ صرف کام کا پوچھا جو خدا کے فضل سے 19 اگست 1975 کو ویزا ملنے کے بعد شروع کر دیا گیا تھا، چنانچہ فیملی سیدھے مکان میں ہی آئی۔ مکان بھی اتنا بڑا کہ بقول مکرم انوری صاحب **"یہ عام مکان نہیں بالکل محل ہے"** جبکہ اس وقت لوگ ایک ایک کمرے میں چار چار بچوں کے ساتھ رہ رہے تھے۔ یہ محض حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے ہوا۔

حضور انور کی دعا سے بچوں کے الاؤنس کی بحالی: جرمنی میں باقاعدہ کام کرنے والے لوگوں کے کو بچوں کا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ بچوں کے مئی 1976ء کے آخر میں پاکستان سے آنے پر خاکسار نے بھی اس کے لیے درخواست دے دی اور خدا کے فضل اور حضور انور کی دعا سے یہ الاؤنس ملنا شروع ہو گیا۔ غالباً 1980ء میں محکمہ کی طرف سے خط آیا جس میں لکھا کہ وہ فلاں قانون کے تحت اسے بند کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی اس فیصلہ کے خلاف اپیل کا بھی حق دے دیا گیا۔ یہ الاؤنس بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں بڑا ممد ہوتا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے اس کے خلاف مختصر الفاظ میں اپیل کر دی اور اپیل کی وجوہات بعد میں بھیجنے کا لکھا۔ ایک ماہ کے بعد ان کا دوبارہ خط آیا کہ وجوہات سے جلد آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے خود ہی انگریزی میں لکھ کر دفتر میں کسی دوست سے اس کا جرمن میں ترجمہ کروا کر بھجوا دیا۔ ان دنوں والدہ صاحبہ مرحومہ کی خرابی صحت پر مجبوراً پاکستان چلا گیا۔ وہاں حضور انورؒ سے ملاقات میں جب اس کا ذکر کیا تو حضور نے معاملات کے تسلی بخش ہونے کے لیے دعا کی۔ چنانچہ خاکسار جب اپنی مختصر رخصت گزار کر واپس آیا تو محکمہ کا خط آیا ہوا پایا، جس میں انہوں نے اپیل کو منظور کرتے ہوئے الاؤنس کے بحال کرنے اور اس دوران تقریباً 6 ماہ کا بقایا ادا کرنے کا لکھا تھا۔ خاکسار فوراً سجدہ شکر بجالایا اور حضور انور کو بھی اس کی فوراً اطلاع کر دی۔ بعد میں کچھ اور دوستوں نے بھی اس کا حوالہ دے کر اس الاؤنس کے لیے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ یہ صرف حضور انور کی دعا کا ہی اثر تھا، کہ یہ اجازت صرف خاکسار کے لیے ہوئی۔ الحمدللہ۔

حضور انور کی دعا سے ویزا کے معجزانہ رنگ میں لگنا: 1981ء میں خاکسار کے وکیل کی سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے خاکسار کا کیس ختم کر دیا گیا اور جرمنی چھوڑنے کا بھی حکم صادر کر دیا گیا جس سے بہت پریشانی ہوئی۔ چنانچہ خاکسار نے دفتر سے دو ہفتے کی رخصت لی اور اپنا کیس اس وکیل سے لے کر دوسرے وکیل کے پاس لے گیا۔ اس نے ایک تو نیا کیس کر دیا اور دوسرے حکومت کے ویزہ کی منسوخی کے فیصلے کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ چنانچہ حضور انور کے خواب میں دیکھنے، ویزا کے بارہ میں پریشانی کے اظہار اور دعا کی درخواست پر حضور کی طرف سے تسلی دلانا اور اسی دوران خاکسار کی بیگم کی ہمشیرہ مقیم ہالینڈ جلسہ پر ربوہ گئیں اور حضور سے ملاقات کر کے ہماری پریشانیوں کے دور ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور رحمۃ اللہ نے شہادت کی انگلی اٹھا کر تین دفعہ فرمایا: کہ **انہیں کہیں کہ وہ کہیں نہ جائیں، جرمنی میں ہی رہیں اور اللہ تعالیٰ یہیں ان کے لیے انتظام کرے گا۔** چنانچہ حضور انور کی دعا سے غیر معمولی طور پر ویزے کا حصول ممکن ہوا۔ جج نے نہ صرف منظور کیا بلکہ پولیس (اس وقت ویزہ پولیس ہی دیتی تھی) کو فون پر ویزہ کی توسیع کا حکم بھی صادر فرمایا کہ تحریری فیصلہ چار سے چھ ہفتوں میں آئے گا، اس دوران ویزہ میں فوری توسیع کی جائے۔ ویزا ملنے تک خاکسار کا جرمنی میں نیشنلٹی کے لئے مطلوبہ وقت بھی پورا ہو چکا تھا، چنانچہ فوراً نیشنلٹی کے لیے درخواست دے دی گی، جو چار ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل ہو گئی۔ یہ سب کچھ حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت سے ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ

اہلیہ کا ایک نہایت خطرناک بیماری میں مبتلا ہونا اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعا سے معجزانہ رنگ میں شفا پانا: 1988ء میں خاکسار کی بیگم کو TB کی ایک ایسی بیماری لاحق ہو گئی، جس کو بقول ڈاکٹروں کے، وہ کتابوں میں تو پڑھتے تھے لیکن کسی میں یہ بیماری دیکھی نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے جسم سے مواد لے کر لیبارٹری میں بھجوایا تا کہ صحیح تشخیص ہو سکے۔ اس دوران ڈاکٹر نے مجھے اپنے آفس میں بلا کر بتایا کہ **"یہ بہت خطرناک بیماری ہے، اس لیے اب ان کی زندگی نہایت مختصر ہے، اس نے کہا کہ یہ وہ اپنے تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہے"**، لیکن لیبارٹری کا نتیجہ آنے پر ہی وہ صحیح فیصلہ کر سکے گا۔ اس نے میرے دفتر کا نمبر بھی لے لیا تا کہ لیبارٹری کی رپورٹ آنے پر مجھے بتا سکے۔ خاکسار دفتر میں بیٹھا خدا تعالیٰ سے مدد طلب کر رہا تھا کہ اچانک ڈاکٹر کا فون آ گیا جس میں اس نے اپنے اندازے غلط ثابت ہونے اور رپورٹ کے مختلف آنے کی خوشخبری سنائی۔

ڈاکٹر کی طرف سے اس اطلاع کے ملنے پر فوری طور پر ایک تفصیلی خط حضور انور کی خدمت میں ارسال کیا گیا، جس میں خاص طور پر ڈاکٹر کی طرف سے پہلے پریشانی کا اظہار اور بعد میں خوشخبری کی اطلاع لکھی۔ فطرتاً اس کا ہماری طبیعتوں پر بھی اثر ہونا تھا۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کا یہ مصرع بھی لکھا کہ: **"حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے"**۔ چنانچہ حضور انور کا میرے خط پر ہی ہاتھ سے لکھا ہوا نوٹ واپس آ گیا جس میں لکھا تھا

کہ **"اللہ معجزانہ شفاء دے۔"** حضور انور نے لندن سے ہومیو دوا بنوا کر بھی بھجوا دیں، جنہیں فوراً استعمال کروانا شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے اہلیہ کو نہ صرف معجزانہ رنگ میں شفا دی، بلکہ بیماری کو بھی جڑ سے ختم کر دیا۔ چند سالوں تک ہر سال ہسپتال میں چیک کروایا جاتا رہا، لیکن بعد میں ہسپتال کے عملہ نے کہہ دیا کہ اب بیماری مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے۔ بعد میں جب حضور انور سے جلسہ سالانہ کے موقع پر لندن میں ملاقات ہوئی تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ **"یہ ہے وہ مردہ جس کو ڈاکٹر جواب دے چکے تھے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء اور غلاموں کی دعاؤں سے شفاء نصیب ہوئی، گویا مردہ میں جان پڑ گئی۔"** حضور انور اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور دعا دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وقف بعد ریٹائرمنٹ کی منظوری اور دفتر تبشیر میں تعیناتی:

خاکسار کی وقف میں آنے کی بچپن سے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر (غالباً 1965ء) وقف بعد ریٹائرمنٹ کا اعلان ہوا تو فوراً درخواست دے دی۔ جلدی وقف میں آنے کی خواہش نے خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ خلافت رابعہ میں پھر پیش کیا تو حضور انور نے پہلے وقف کن شرائط پر کرنا چاہتا ہوں استفسار فرمایا۔ کسی شرط کے بغیر پیش کرنے پر آپؒ نے میرا وقف منظور فرما کر ربوہ میں فائل بھی کھلوا دی کہ ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر کو مطلع کر دوں، پھر خلافت خامسہ کا دور آیا تو پھر پیش کیا، جس پر حضور انور نے پیار سے استفسار فرمایا کہ خدمت کر رہے ہو، خاکسار کے اثبات میں جواب دینے پر فرمایا کہ پھر دنیاوی کام کرتے رہو۔ چنانچہ اگست 2007ء میں ریٹائرمنٹ ہونے پر حضور انور نے دفتر تبشیر میں تعیناتی فرمائی جہاں اب تک خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ یہاں ہوتے ہوئے حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے روزانہ کی بنیاد پر دیکھنے میں آئے، کووڈ19 کے موقع پر بھی اور آگے پیچھے بھی۔ واقعات تو بہت ہیں لیکن طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہو۔

بقیہ صفحہ 22 (عباد صالحین): رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال، اخلاقِ فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اِس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اُس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 368 ایڈیشن 2002ء)

پھر اللہ تعالیٰ عباد صالحین کو دائمی جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ:83)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں جو اہلِ جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ماحصل

عباد صالحین سے متعلق بیان ایک نہایت وسیع مضمون کا متقاضی ہے جس کے ہر پہلو کا یہاں مکمل احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ چند باتیں جو اس مضمون میں شامل کی جا سکتی ہیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ عباد صالحین وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں مناسبِ حال عمل کرنے والے ہیں۔ جنہیں اس دنیا میں خلافت کا انعام دیا جاتا ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی محبت عطاء کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں انہیں مقبولیت دی جاتی ہے اور انہیں آفات سے بچایا جاتا ہے۔ انہیں آخر کار زمین کا وارث بنایا جاتا ہے۔ اور انہیں اِس دنیا سے جانے کے بعد جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ عباد صالحین کا گروہ آج وہ ہی ہے جو اس زمانے کے امام پر ایمان لایا ہے اور یہ کہ عباد صالحین کے اس گروہ میں شامل ہونے کے دروازے ہر ایک کے لئے توبہ کے ذریعے آج بھی کھلے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے تمام احکام کا صحیح فہم و ادراک عطا فرمائے اور ہم انہیں اُس کے فضل سے اپنی زندگیوں میں لاگو کرتے ہوئے، اس پر مکمل عمل کرنے والے بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات سے مزید حصہ پانے والے ہوں اور عباد صالحین گروہ میں شامل ہونے والے ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین۔



"ایمان بالغیب کا اس پہلو سے بھی بغور مطالعہ ضروری ہے کہ یہ قرآن کریم کی ایک اصطلاح ہے جس کا حقیقی مفہوم نہ سمجھنے کے نتیجہ میں سنگین نتائج مرتّب ہو سکتے ہیں جیسا کہ قرونِ وسطیٰ کے مسلمان علماء کے درمیان مختلف متنازع مسائل پر بحثوں کے دوران ہو چکا ہے۔"

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 235)

عبادِ صالحین

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی 2024ء میں دوم پوزیشن حاصل کرنے والا مضمون

ندیم احمد کرامت

عبادِ صالحین کی تعریف

اس انتہائی اہم موضوع کی اہمیت سمجھنے اور اس کی گہرائی میں جانے سے پہلے ضروری ہے کہ پہلے اس بات کا تعین کر لیا جائے کہ عباد صالحین کی تعریف کیا ہے۔ عباد صالحین کے لغوی معنی ہیں صالح بندے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں اور اعمالِ صالحہ کے معنی عام طور پر "نیک اعمال" اور "اچھے کاموں" کے لئے جاتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضور ﷺ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے آپؑ اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات ہر معاملے میں ہماری کامل رہنمائی فرماتے ہیں اور اعمالِ صالحہ کے حقیقی معنی کا ادراک بھی ہمیں اِسی در سے ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عملِ صالح کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عملِ صالح اُسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے۔ عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)۔ اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اُس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبّر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو جیسے آخرت میں انسان عملِ صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عملِ صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عملِ صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اُس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس میں لکھا ہے وہ لے کر اُسے پیوے۔ اگر وہ اُن دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 275۔ ایڈیشن 1984ء)

حضور علیہ السلام نے اعمالِ صالح کی یہ اصولی تعریف فرما کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اور ہر عمل جو حضور علیہ السلام کے بیان فرمودہ ان زریں اصولوں پر پورا اترتا ہے وہ عملِ صالح کہلائے گا۔

پھر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عملِ صالح کے مفہوم کو نہایت لطیف پیرائے میں یوں بیان فرمایا ہے:

"صالح کے معنے نیک عمل کے نہیں بلکہ مناسب حال عمل کے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص جہاد کے وقت نماز پڑھنے لگ جائے تو وہ بے شک عمل نیک کر رہا ہو گا مگر وہ عمل صالح نہیں ہو گا۔ اگر کوئی نماز کے وقت وعظ شروع کر دے تو گو وہ وعظ ایک عملِ نیک ہے مگر عملِ صالح نہیں کہلائے گا۔ اگر ایک شخص عید کے دن کھانے سے پرہیز کرتا ہے۔ (روزہ تو عید کے دن شیطان رکھتا ہے) یا نہانے دھونے کی طرف توجہ نہیں کرتا تو بے شک یہ تو کہا جا سکے گا کہ اُس شخص کے اندر زہد پایا جاتا ہے مگر اُس کا عمل عملِ صالح نہیں کہلائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم جہاں بھی زور دیتا ہے خالی نیک عمل پر زور نہیں دیتا بلکہ ایسے عمل پر زور دیتا ہے جو مناسبِ حال ہو۔ وہ کہتا ہے چندے کا موقع ہو تو چندہ دو نماز کا موقع ہو تو نماز پڑھو رازداری سے کام لینے کا موقع ہو تو رازداری سے کام لو۔ جہاد کا موقع ہو تو جہاد کرو ذکر الٰہی کا موقع ہو تو ذکر الٰہی کرو۔" (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 385، ایڈیشن مطبوعہ 2023)

اسی لطیف نکتہ کی وضاحت نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں یوں ملتی ہے: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَاَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَاَمَّا الَّذِينَ اَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم (ایک سفر میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کوئی اپنے اوپر سایہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ یوں کر لیتا کہ ایک کمبل اپنے اوپر تان لیتا۔ جو لوگ روزے سے تھے انہوں نے کوئی کام نہ کیا اور جو روزے سے نہیں تھے انہوں نے سواریوں کو اٹھایا اور پانی پلایا اور کام کاج کیا اور خدمت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزے سے نہیں تھے وہ آج سارا ثواب لے گئے۔

(بخاری کتاب الجهاد والسیر، حدیث نمبر 2889۔ ترجمہ حضرت سید ولی اللہ زین العابدین شاہ صاحبؓ جلد 5 صفحہ 246)

اِس حدیث میں جو انتہائی پُر حکمت مضمون بیان کیا گیا ہے اِس سے متعلق حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"جہاد کے وقت بعض لوگ مصلّی پر بیٹھے رہتے ہیں کیونکہ اُن کا میلان اُس طرف ہوتا ہے حالانکہ اُس وقت افضل عبادت جہاد ہی ہے۔ ایک موقع جہاد پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا آج روزہ داروں سے بے روزہ بڑھ گئے۔ اُس کی وجہ یہی تھی کہ روزہ رکھنے والوں نے اپنے میلان کی وجہ سے روزہ رکھنے کو ہی افضل سمجھا جس سے اُن کی طاقتوں میں کمی آگئی لیکن روزہ نہ رکھنے والے تازہ دم ہونے کی وجہ سے اُن سے زیادہ شجاعت سے جنگ کر سکے۔ تو نیکی بدی اس معاملہ میں دونوں یکساں ہیں۔ انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ میرا میلان قرآن کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اُسے سمجھ لینا چاہئے کہ اُس کی نیکی نیکی نہیں اور جسے وہ بدی سمجھتا ہے وہ بدی نہیں۔ اصل گُر قرآن کریم نے یہی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بتایا ہے اور اِسی پر ہر میلان پر کھا جاسکتا ہے۔"

(خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 237 خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ دسمبر 1929ء)

ان ارشادات کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ **عباد صالحین اللہ کے وہ بندے ہیں جو مناسبِ حال نیک عمل کرنے والے ہیں۔** نیک اعمال سے تو ہر شخص واقف ہوتا ہے اور اپنے میلان کے مطابق ہر کوئی نیک اعمال بجالاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"ایک شخص محض چندہ دینے کی وجہ سے دوسرے کی نیکی کا قائل ہوتا ہے لیکن وہ جب دوسرے سے اس کا ذکر کرتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے چھوڑو جی چندہ کا کیا ہے نماز تو وہ پڑھتا نہیں۔ لیکن ایک دوسرے شخص کے سامنے اگر کہو کہ فلاں آدمی نمازیں بہت پڑھتا ہے تو وہ فوراً کہہ دے گا کہ نماز پڑھنے کا کیا ہے جب چندہ نہیں دیتا تو اسے کس طرح مخلص کہا جا سکتا ہے غرضیکہ کوئی چندہ کی خوبی سے متأثر ہوتا ہے اور کوئی نماز سے۔"

(خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 235 خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ دسمبر 1929ء)

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں عملِ صالح کے مفہوم کا خلاصہ و نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عمل صالح کے لیے خود تشریحیں نہ کرتے رہو۔ خود یہ نہ کہتے رہو کہ اس سے یہ منشا ہے اور یہ منشا ہے بلکہ حرفاً حرفاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرو تو عمل صالح ہو گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2021ء)

چنانچہ یہاں نیک اعمال کی کوئی فہرست درج کر کے اُن کی تفصیلات و تشریحات بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ عباد صالحین کے مقام کا حصول کیسے ممکن ہے اور اِس وقت کے لحاظ سے کون سے اعمال مناسبِ حال نیک اعمال ہونے کے زمرہ میں آتے ہیں؟ اور اُن کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا وارث ٹھہرتا ہے؟

عباد صالحین کے مقام کا حصول

جہاد سے متعلق مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن صحابہ نے رسول کریم ﷺ کی حکم کو سمجھتے ہوئے جہاد کو فوقیت دی انہوں نے روزہ داروں کی نسبت سارا ثواب حاصل کر لیا یعنی ان کا عمل عملِ صالح بن گیا۔ اسی طرح آخرین کے اِس دور میں اِس زمانے کے امام مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء جو آنحضور ﷺ کی نیابت میں آج دنیا کی رہنمائی فرما رہے ہیں اُن کی اطاعت اور اُن کے احکام پر عمل کر کے ہی ہم عباد صالحین بن سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اطاعت خلافت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ: "بیشک مَیں نبی نہیں ہوں۔ لیکن مَیں نبوت کے قدموں پر اور اُس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے، وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر جاتا ہے۔ ...میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔"

(الفضل 4/ ستمبر 1937ء صفحہ 8)

یعنی بغیر اطاعت اور فرمانبرداری کے عباد صالحین کا مقام پانا ناممکن ہے۔ اور خلیفہ وقت کی اطاعت کرنا ہی مناسبِ حال عمل کرنا ہے۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں: "مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص کو آواز دی۔ وہ اُس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ اُس نے نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور خدا کا نبی اُسے بلائے تو وہ نماز بھی توڑ سکتا ہے۔ اِسی طرح حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ ایسی حالت میں آواز دی جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے بھی نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ استدلال قرآنِ کریم کی اس آیت سے کیا تھا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال: 25) یعنی اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی بات سننے کیلئے فوراً حاضر وہ جایا کرو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔ غرض نماز اصل مقصود نہیں اور نہ ہی روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ مقصود ہیں۔ یہ سب ذرائع ہیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے اور یہ سب ذرائع ہیں نفسِ انسانی کو ہر قسم کی روحانی آلائشوں سے پاک کرنے کے۔ اگر کسی کا دل پاک نہیں تو خواہ زبان سے وہ ہزار بار کتاب اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے اُس کا یہ دعویٰ ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔" (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 35، ایڈیشن مطبوعہ 2023)

عباد صالحین کے مقام کا حصول اَز رُوئے قرآن

قرآنِ کریم بھی بڑے واضح الفاظ میں صالحین کے مقام کے حصول کو اطاعت سے منتج کرتا ہے اور اُسے ایک خاص انعام قرار دیتا ہے جو اُن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ:

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (النساء آیت70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۔اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال صلحاء کا کمال، سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو۔ اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کے صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔ سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنج وقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 327، 328)

یعنی سورہ فاتحہ میں جو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ:

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔

یہ دعا دراصل اُنہی چار انعامات کے حصول کی جانب اشارہ کرتی ہے جن کی تفصیل سورۃ النساء آیت 70 میں بیان کی گئی ہے اور جن میں سے ایک انعام مقامِ صالحین ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ جن پر تیرا انعام ہوا۔ مُنعَم علیہ کی تفسیر خود قرآن نے کر دی ہے مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ (سورہ النساء:70) “ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 4 فروری 1909ء)

وہ سیدھا راستہ اطاعت ہی کا راستہ ہے اور صالحین کے مقام و انعام کا حصول اِسی راستے پر چل کر حاصل ہو سکتا ہے۔ اِس دعا کی فضلیت و اہمیت ایسی ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ اس کے لئے ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے جس میں اِن انعامات کے حصول کے لئے دعا کی جاتی ہے اور بغیر اِس کے نماز مکمل نہیں ہو سکتی۔ تو یہ ایک ایسا ضروری اور لازمی امر ہے کہ اسلام نے اِس کے لئے ایک دن میں پانچ اوقات مقرر کئے ہیں۔ اور ہر وقت میں جتنی رکعات پڑھی جاتی ہیں اُتنی ہی بار یہ دعا کی جاتی ہے۔ اِس کے علاوہ سنتوں اور نوافل میں بھی یہ دعا پڑھنا ضروری ہے۔ اور اس انعام کا حصول صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے ہی ممکن ہے۔

عبادِ صالحین کے ذریعے خلافت کا قیام

پھر اللہ تعالیٰ نے عبادِ صالحین کو خلافت عطا کرنے کا وعدہ قرآنِ کریم میں بڑی وضاحت سے آیتِ استخلاف میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورۃ النور:56)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

(ترجمہ از تفسیرِ کبیر جلد 8 صفحہ 572 ایڈیشن 2023ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عبادِ صالحین کو خلافت عطا ہونے کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اُن لوگوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے۔ ایمان اور عمل صالح کا معیار جو ہے وہ (اِس سے) پہلی آیت میں بیان فرما دیا کہ کامل اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر رکھو، تبھی حقیقی مومن کہلاؤ گے۔ کامل اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر رکھ کر تبھی نیک اعمال بجا لانے کی طرف بڑھنے والے ہوگے۔ اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا تو پھر خلافت کی نعمت سے فیض پاؤ گے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ضرور مسلمانوں میں خلافت جاری رہے گی بلکہ وعدہ فرمایا ہے جو بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور اُن میں سے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ کامل اطاعت ہو۔ پہلی خلافتِ راشدہ کا تسلسل تبھی ٹوٹا تھا کہ مسلمان اطاعت سے باہر ہوئے۔ مسلمان حقیقی خلافت سے اُس وقت محروم کئے گئے جب وہ اطاعت سے باہر

ہوئے۔ اطاعت سے باہر نکل کر بعض گروہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اپنی بیعت کو بعض شرائط کے ساتھ مشروط کرتے ہیں جن میں ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینا تھا یا بعض فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اطاعت سے باہر نکلنے والے بنے۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت صحابہ بھی موجود تھے لیکن جب کامل اطاعت سے باہر نکلے تو خلافت سے محروم کر دیئے گئے۔ اور کیونکہ خلیفہ بنانے کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تو پھر اختلافات کے بعد، اطاعت سے نکلنے کے بعد خلیفہ بننے یا بنانے کی ان کی سب کوششیں ناکام ہو گئیں۔ اور خلافت نے ملوکیت کی شکل اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جس طرح نظامِ خلافت پہلے اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا تھا اس طرح جاری کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے پہلا نظامِ خلافت نبوت کی صورت میں جاری فرمایا تھا۔ اور پہلی قوموں میں نبی خود خدا تعالیٰ بھیجتا تھا۔ اب کیونکہ شریعت کامل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت شرعی نبی ہیں اس لئے خلافتِ راشدہ کا اجراء فرما دیا جس کا ظاہری طور پر چناؤ کا طریق تو بیشک لوگوں کے ہاتھ میں رکھا لیکن اپنی فعلی شہادت اور تائیدات سے اللہ تعالیٰ نے اس خلافت کو اپنی پسند کی طرف منسوب فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آخری غلبہ اور کامل شریعت اسلام کے ذریعے سے ہی قائم فرمانی تھی اس لئے یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ایک نبی مبعوث ہو گا جس کی تفصیل وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) میں بیان فرما دی اور جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر فرما دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح و مہدی بھی ہیں، نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال کے بعد مومنین کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے پھر اُس خلیفہ کو بھیجا جو اُمتی ہونے کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا کر پھر خلافت جاری کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک دینِ اسلام تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کے لئے کامل اطاعت کے ساتھ اور خلافت کے نظام کے ساتھ جُڑ کر ہی تم اس کا حقیقی فیض حاصل کر سکو گے اور یہ ضروری ہے۔ اور جو اس نظام سے جڑے رہیں گے اُن کے حق میں اس کے ذریعے سے ہر خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور اُن خلفاء کے ذریعے سے ہی غلبہ اسلام کے دن بھی قریب آتے چلے جائیں گے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍مئی 2011ء)

گویا آج عبادِ صالحین کی جماعت وہ ہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ آج خلیفۂ وقت کے احکام ہی وہ مناسبِ حال نیک اعمال ہیں جن پر عمل کر کے اور خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کے ذریعے ہی مقامِ عبادِ صالحین حاصل ہو سکتا ہے۔

عبادِ صالحین اور طاعت در معروف

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ صالحین کا مقام اطاعت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن احکام کا ماننا مقامِ صالحین کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ کیا اعمالِ صالحہ معروف احکام کے ماننے سے حاصل ہوتے ہیں؟ اور کیا کوئی غیر معروف احکام بھی ہوتے ہیں؟ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس اہم سوال کا نہایت مُدلّل اور واضح جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نبی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے کیا وہ بھی ایسے احکامات دے سکتا ہے جو غیر معروف ہوں۔ اور اگر نبی کر سکتا ہے تو ظاہر ہے پھر خلفاء کے لئے بھی یہی ہو گا کہ وہ بھی ایسے احکامات دے سکتے ہیں جو غیر معروف ہوں۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ نبی کبھی ایسے احکامات دے ہی نہیں سکتا۔ نبی جو کہے گا معروف ہی کہے گا۔ اس کے علاوہ سوال ہی نہیں کہ کچھ کہے۔ اس لئے قرآن شریف میں کئی مقامات پر یہ حکم ہے کہ اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرنی ہے، انہیں بجا لانا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ جو معروف حکم ہوں اس کی اطاعت کرنی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف حکم کیوں ہیں۔ یہ اصل میں دو مختلف حکم نہیں ہیں، سمجھنے میں غلطی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ نبی کا جو بھی حکم ہو گا معروف ہی ہو گا۔ اور نبی کبھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف، شریعت کے احکامات کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اسی کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تو جس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے، اس کے خلاف کیسے چل سکتا ہے۔ یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم نے نبی کو مان کر، مامور کو مان کر، اس کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے، تم محفوظ ہو گئے ہو۔ کہ تمہارے لئے اب کوئی غیر معروف حکم ہے ہی نہیں۔ جو بھی حکم ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنۃ:13) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔ اس میں ایک سرّ ہے۔ میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26؍ستمبر 2003ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 19؍ستمبر 2003ء)

گویا عبادِ صالحین کے گروہ میں شامل ہونے کے لیے کامل غیر مشروط اطاعت ضروری ہے۔ بندے کا یہ کام نہیں کہ وہ پہلے ہر حکم کو پرکھے یا اس کے صحیح یا غلط ہونے یا معروف و غیر معروف ہونے کی بحثوں میں پڑے۔ بلکہ عبادِ صالحین تو وہ ہیں جو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنی "ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی" کہنے والے ہیں۔

عباد صالحین کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جاتی ہے

سب سے بڑا فضل جو عباد صالحین پر نازل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول ہے کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت مل گئی اُسے سب کچھ مل گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا کہ: "جے تُوں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہو" (تذکرہ طبع چہارم صفحہ 390)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی، خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 178۔ ایڈیشن 1984ء)

مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ یعنی اس کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ اعمالِ صالحہ ہی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (مریم:97)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے اُن کے لئے رحمان محبت پیدا کر دے گا۔

اس آیت کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ایمان اور عملِ صالح کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور بنی نوع انسان کی محبت کا لازمی نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگ بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر جو شخص بنی نوع انسان سے محبت کے ساتھ پیش آتا ہے اُس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تم یہ کس طرح کر سکتے ہو کہ ایک اچھی کتاب پڑھو تو کتاب سے تو تم محبت کرو اور کتاب لکھنے والے سے محبت نہ کرو۔ یا ایک تصویر کو تو تم پسند کرو لیکن مصور کو تم پسند نہ کرو جو شخص بنی نوع انسان سے محبت رکھتا ہے اُس کی محبت لازمی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور وہ مخلوق کے بعد خالق سے بھی محبت کرنے لگ جاتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 464، ایڈیشن مطبوعہ 2023)

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ۔

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو جبریل کو پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ پھر جبریل بھی اُس سے محبت رکھتا ہے اور سارے آسمان کے فرشتوں میں منادی کر دیتا ہے کہ اللہ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ پھر آسمان والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اُس کے لیے قبولیت ڈالی جاتی ہے۔ (بخاری حدیث نمبر 3209۔ ترجمہ حضرت سید ولی اللہ زین العابدین شاہ صاحبؓ جلد 6 صفحہ 38)

یعنی عباد صالحین کی ایک واضح نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے نتیجے میں آسمان پر بھی محبت پاتے ہیں اور زمین پر بھی اُن کے لیے مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے نتیجے میں دنیاوی آفات سے بھی اُن کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اِس مضمون کو اپنے ایک شعر یوں بیان فرمایا ہے کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

مندرجہ بالا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک طویل نظم کا حصہ ہے جو ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے جیسا کہ اِس کے عنوان **"پیشگوئی جنگِ عظیم"** سے واضح ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے عباد صالحین جنگ کی آگ سے محفوظ رکھے جائیں گے۔

عباد صالحین زمین کے وارث ہونگے

آخری زمانہ میں عالمی جنگوں کے بارے میں کے بارے میں قرآن کریم بھی متنبہ کرتا ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان جنگوں کے بارے میں متعدد بار متنبہ فرمایا ہے اور آپؑ کے خلفاء بھی اس سلسلے میں مسلسل انتباہ فرما رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی ہے کہ آخر کار عباد صالحین کو ہی زمین کا وارث بنایا جائے گا۔ جنگ کی ایک ایسی ہی ایک تنبیہ قرآنِ کریم میں سورۃ القارعہ میں کی گئی ہے جس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: "غرض اَلْقَارِعَۃ وہ عذاب ہے جو موجودہ زمانہ میں ایٹم بم کی صورت میں ظاہر ہوا اور جس کے ہولناک نتائج آج دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی کیا ہے، ابھی تو صرف ایک قدم اٹھایا گیا ہے، پھر اور ایجادات کی لپیٹ میں یورپین اقوام اپنے آپ کو تباہ کر لیں گی۔ سو سنار کی اور ایک لوہار کی ضرب المثل کے ماتحت آخری حملہ خدا تعالیٰ کا ہو گا اور جن لوگوں کے اعمال کو حقیقی وزن حاصل ہو گا، وہ جیت جائیں گے اور دنیا پر ان کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو جائے گا۔" (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 522)

یعنی اس آخری جنگِ عظیم کے نتیجے میں عباد صالحین کو دنیا پر غلبہ و اقتدار حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الانبیاء:106)

اور یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھ رکھا تھا کہ لازماً موعود زمین کو میرے صالح بندے ہی ورثہ میں پائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الارض سے مراد جو شام کی سرزمین ہے یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جو اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے یَرِثُھَا فرمایا یَمْلِکُھَا نہیں فرمایا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے اور اگر یہ کسی اور کے قبضہ میں کسی وقت

چلی بھی جاوے تو وہ قبضہ اس قسم کا ہو گا جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مرتہن کو دے دیتا ہے یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی عظمت ہے۔ ارض شام چونکہ انبیاء کی سرزمین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ غیروں کی میراث ہو۔“(الحکم جلد 6 نمبر 40 مورخہ 10/نومبر 1902ء صفحہ 7)

ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔“(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 354)

حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی امام باقر اور امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ ”اس آیت میں خدا کے صالح بندوں سے مراد مہدی اور ان کے اصحاب ہیں۔“(ینابیع المودہ جلد 3 صفحہ 243 عقد الدرر مقدس شافعی، باب 7، صفحہ 217)

یعنی اب رُوئے زمین پر عبادِ صالحین کا گروہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّہُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ (العنکبوت:10)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے ہم انہیں ضرور صالحین میں داخل کریں گے۔

اس آیت کے حوالے سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں اور پھر اس ایمان کے مطابق انہوں نے اعمال صالحہ بھی کئے ہیں ہم انہیں یقیناً صالحین میں داخل کریں گے یعنی ان صادق اور راستباز لوگوں میں شامل کریں گے جن کے متعلق زبور میں (زبور باب 37 آیت 29) ہم نے وعدہ کیا تھا کہ انہیں فلسطین کی بادشاہت دی جائیگی۔ گویا وہ وعدہ جو بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا اب مسلمانوں کے ایمان اور عمل صالح کرنے کی وجہ سے ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ چنانچہ جب تک مسلمان صالح رہے فلسطین مسلمانوں کے پاس رہا۔ اور جب ان میں بگاڑ پیدا ہو گیا فلسطین بھی ان سے چھن گیا۔ مگر جیسا کہ قرآنِ کریم کی دوسری آیات سے ظاہر ہے کہ یہ فلسطین کا چھننا عارضی ہے ایک دن اللہ تعالیٰ ان کو پھر اس ملک میں لائے گا اور ان کی موجودہ پسپائی فتح سے بدل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔..یہود اگر فلسطین میں مستقل طور پر رہنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ صالحین میں شامل ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کو ان سے کوئی دشمنی نہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اگر وہ صالح بن جائیں تو وہ اس ملک میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صالح کی تشریح میں فرماتا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں وہ صالح اور شہید اور صدیق وغیرہ کا مقام پائیں گے۔ پس صالح بننے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی پیروی ضروری ہے۔ اگر یہود محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس ملک میں قائم رکھے گا اور وہ اسی طرح مسلمانوں کے بھائی ہوں گے جس طرح اسحاقؑ اسماعیلؑ کا بھائی تھا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ وہ ہمت کر کے خدا تعالیٰ کے قانون کو اپنی تائید میں نہ بنالیں۔“
(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 594 تا 595)

لیکن عباد صالحین نہ بننے کی صورت میں آخر کار دنیا ایک عالمی تباہی کا نظارہ دیکھے گی جس کی خبر قرآنِ کریم بھی کئی جگہ دیتا ہے جس میں سے ایک کا ذکر سورۃ القارعہ کے حوالے سے مختصراً اوپر آچکا ہے اور دیگر کئی مقامات پر بھی یہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ مثلاً:

سورۃ الھمزۃ کی آیات 5 تا 10 ہیں جن میں حُطَمَہ میں پھینکا جانے کا ذکر آتا ہے جو کہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

پھر سورۃ الدخان کی آیات 11 تا 12 ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ ”اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھواں ظاہر ہو گا جو سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہو گا۔“

اسی طرح سورۃ الرحمٰن آیت 36 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”تم پر آگ کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی (گرایا جائے گا)، پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔“

پھر سورۃ المعارج آیات 9 تا 12 ہیں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اس دن (شدت حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور اس دن کوئی دوست کسی دوست کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا۔“

یہ تمام آیات بڑی واضح ہیں پھر بڑی تواتر، وضاحت اور تفصیل کے ساتھ پیشگوئیاں اور تنبیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تحریروں، تفاسیر اور خطابات میں بھی ملتی ہیں۔ یہ مختصر مضمون اِن عظیم الشان پیشگوئیوں کے بیان اور اِن کے تفصیلی ذکر کا متحمل نہیں ہے۔ موضوع کی مناسبت سے صرف چند امور کا بیان کیا جاتا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تباہی سے عباد صالحین کو بچالیا جائے گا جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس تباہی کے آنے کے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یادرہے کہ جس قدر خدا نے تباہی کا ارادہ کیا ہے وہ پورا ہو چکے گا۔ تب خدا کا رحم پھر جوش مارے گا اور پھر غیر معمولی اور دہشتناک زلزلوں کا ایک مدت تک خاتمہ ہو جائے گا اور جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک خلق کثیر کی موت کے بعد امن کا زمانہ بخشا گیا، ایسا ہی اس جگہ بھی ہو گا۔“
(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 339)

پھر فرمایا: ”نہ بت رہیں گے، نہ صلیب رہے گی اور سمجھدار دلوں پر سے ان کی عظمت اٹھ جائے گی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دیں گے اور سچے خدا کا چہرہ نمایاں ہو جائے گا ··· خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو احمدیت کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان

سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی۔ جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے، ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت میں ہوگا۔ تب جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔"

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 312)

یعنی آخر کار عباد صالحین کو زمین کا وارث بنا دیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "اگر اصلاح کی طرف دنیا مائل ہو جائے تو یہ جنگیں ٹل بھی سکتی ہیں۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/جون 2017ء)

عبدِ صالح بننے کے دروازے اب بھی کھلے ہیں

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسان کی عادتیں اور خصلتیں چھوٹی عمر میں تو تبدیل کی جاسکتی ہیں لیکن پختہ عمر میں کوئی تبدیلی ناممکن ہے اور اگر چھوٹی عمر میں آپ صالحین کا مقام نہ حاصل کر سکے تو آخر میں اِس کی کوشش بھی فضول ہے چنانچہ ہمارے معاشرے میں اِس قسم کے شعر پڑھ کر اپنی حالت تبدیل کرنے سے کنارہ کشی کر لی جاتی ہے کہ:

عمر تو ساری کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

(مومن خاں مومنؔ)

اور مغربی معاشروں میں بھی اسی قسم کی مثالیں دی جاتی ہیں جیسے انگریزی کی مشہور ضرب المثل ہے کہ

"You can't teach an old dog new tricks"

یعنی آپ ایک بوڑھے کتے کو نئی چالیں یا ہنر نہیں سکھا سکتے۔ یعنی بڑی عمر میں عادتیں تبدیل نہیں کی جاسکتیں۔

یہ ایک انتہائی خطرناک سوچ ہے۔ چنانچہ ایک عمر کو پہنچنے کے بعد یا ایک حد تک گناہوں میں ملوث رہنے کے بعد لوگ اِس بات سے مایوس ہو جاتے ہیں کہ وہ اب کبھی اپنے آپ کو تبدیل کر کے صالحین کا درجہ پا سکتے ہیں اور اس سوچ کے نتیجے میں وہ اپنے گناہوں اور ظلم میں بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ بعینہٖ اسی بات کا نقشہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں کھینچا گیا ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ اسلام اِس کے برعکس تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

"حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اس نے ملک کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا چنانچہ اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ شخص اس کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا اُس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اِس نے اُسے بھی قتل کر دیا اور اس طرح سو پورے کر دیئے۔ اُس نے پھر ملک کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تو پھر اُسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس نے کہا کہ اس نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ بندہ اور اُس کی توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ فلاں علاقے کی طرف چلے جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس تم بھی اُن کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور واپس اپنے ملک مت لوٹنا کیونکہ وہ ملک برا ہے۔ پس وہ چل پڑا، ابھی اُس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اُسے موت نے آلیا۔ اُس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ اپنے دل سے توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف آرہا تھا۔ مگر عذاب کے فرشتوں نے کہا اُس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی۔ اتنے میں اُن کے پاس انسانی صورت میں ایک فرشتہ آیا۔ انہوں نے اُسے اپنے درمیان حکم بنا لیا۔ اُس نے کہا کہ دونوں زمینوں کی پیمائش کرو۔ پس جس کے وہ زیادہ قریب ہوگا وہ اُسی کا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اُس کی پیمائش کی تو انہوں نے اُسے اُس زمین کے زیادہ قریب پایا جس کی طرف جانے کا اُس نے ارادہ کیا تھا۔ تو رحمت کے فرشتوں نے اُسے قبضے میں لے لیا۔" (صحیح مسلم حدیث نمبر 4953۔ ترجمہ حضرت سید ولی اللہ زین العابدین شاہ صاحبؓ جلد 14 صفحہ 146)

اس حدیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بیشمار گناہوں کے بعد بھی اور آخری وقت میں بھی توبہ کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر سکتا ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو تبدیل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور عباد صالحین کے گروہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر اسلام کے اس حسین اصول کو نہ اپنایا جائے تو لوگ اِس حدیث میں بیان کردہ شخص کی طرح 99 گناہوں کے بعد 100 ویں گناہ سے بھی گریز نہ کریں گے اور معاشرے کا سدھار ناممکن ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ۔ (القصص:68)

پس جو کوئی توبہ کرے گا اور ایمان لائے گا اور مناسب حال عمل کرے گا قریب ہوگا کہ وہ بامراد لوگوں میں شامل ہو جائے۔

(ترجمہ از تفسیرِ کبیر جلد 10 صفحہ 274 ایڈیشن 2023ء)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اسلام ہم کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے غفار ہونے پر ہر حالت میں ایمان لائیں اور کسی وقت بھی اس کے بے پایاں فضل و کرم سے ناامید نہ ہوں۔ بلکہ ہر دم یقین کریں کہ اگر خدا تعالیٰ کے انعامات ہمارے شاملِ حال نہ ہوں تو ہماری زندگیاں تلخ ہو جائیں اور جینا ہمارے لئے دوبھر ہو جائے اور یہ کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور اگر سچی توبہ کی جائے جو فضل کی جاذب ہو تو ہمارے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے وہ محبت سے پُر محبت کے قابل ہستی ہے جس کے مدِ نظر انسان کی اصلاح ہے اُس کی ہلاکت نہیں پس جس وقت انسان اصلاح کی طرف جھکتا ہے اور اپنی غلطیوں پر آگاہ ہو کر ان کے دور کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے تو آسمان کے دروازے بھی اُس کے لئے کھل جاتے ہیں اور ملاءِ اعلیٰ کی

توجہ بھی اُس کی اصلاح کی طرف منصرف ہو جاتی ہے پس مبارک ہے وہ جو ان باتوں پر غور کرے اور فائدہ اٹھائے۔" (انوار العلوم جلد 1، نجات، صفحہ 243)

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (المائدۃ:10)

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے (کہ) اُن کے لئے مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

اِس حسین تعلیم کے برخلاف مولویوں کی تحریروں اور بیانات سے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا بھرا پڑا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔ کبھی گناہوں کی ایک فہرست گنوا دی جاتی ہے کہ فلاں فلاں گناہوں کی کوئی معافی نہیں ہے۔ یعنی عبدِ صالح بننے کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور معاشرے میں لوگوں کو عباد صالحین بنانے کی بجائے اُنہیں گناہوں کے دلدل میں مزید دھکیل کر دنیا کو تباہی کے دہانے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دنیا پر انتہائی احسان ہے کہ اُس رحیم و کریم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر پھر دنیا کی نجات کے سامان کر دیئے تا دنیا عبادِ صالحین کے گروہ میں شامل ہو کر نجات حاصل کر سکے۔

مولویوں کی پھیلائی ہوئی اِس غلط تعلیم کا رد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نہایت لطیف پیرائے میں قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل دو آیات کے حوالے سے بخشش کے مضمون سے متعلق کئے گئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے:

پہلی آیت: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء:49)

یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے۔ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اُس نے بہت بڑا گناہ افترا کیا ہے۔

دوسری آیت: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:54)

تُو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"بخشنے کا پہلا مضمون وہ زندگی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ موت کے بعد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ جو مضمون ہے یہ زندگی سے تعلق رکھتا ہے جو دوسری آیت آپ نے پڑھی ہے۔ اگر شرک کا گناہ ایسا سمجھا جائے کہ وہ کبھی توبہ کے باوجود نہیں بخشا جاتا تو رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے تو سارے ہی پھر رحمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ بڑی بھاری تعداد مشرکوں میں سے آئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والے سارے گئے بیچارے کہ وہ بڑے پکے مشرک ہوا کرتے تھے۔ اس لئے اس آیت کا غلط مفہوم سمجھیں گے تو پھر تضاد پیدا ہو گا۔ شرک سے مراد یہ ہے کہ جو شرک کی حالت پر مر جاتا ہے کیونکہ اُس کا خدا ہی اور ہے اِس لئے اللہ کیوں بخشے گا اُس کے گناہ؟۔ اُس کے جو معبود ہیں اُس سے بخشواتا پھرے۔ خدا اُس کو بخشتا ہے جو اُس کو معبود کہتا ہے جو اُس کے حضور گر جاتا ہے کیونکہ بخشش کا اس انکسار سے اور تضرّع سے تعلق ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ یہ بڑا طبعی قدرتی نتیجہ ہے اِس حقیقت کا کہ جو شخص کسی اور سے تمنا رکھتے ہوئے مر جائے اور وہ ہو نہ، تو دوسرے کو پھر کیا ضرورت ہے اُس کے گناہ بخشے؟ اُس سے تو نہ اُس نے مطالبہ کیا، نہ خواہش کی، نہ حق کمایا۔ لیکن جو زندگی میں سب کو ٹھکرا دیتا ہے بت توڑ دیتا ہے اور اُس کو معبود کہہ دیتا ہے اُس کے ساتھ تو اِس آیت کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اُس کے لئے وہ ہی ہے کہ جتنے مرضی تم نے گناہ کیے ہیں جو مرضی شرک کیا ہو یاد رکھنا اب چونکہ زندگی میں تم توبہ کر چکے ہو اور خدا کی طرف مائل ہوئے ہو اللہ سب گناہ بخش سکتا ہے۔" (اردو ملاقات 25 اگست 1995ء)

عام طور پر معاشرے میں پھیلے ان غلط نظریات کا ہی نتیجہ ہے کہ لوگ بھی اپنے قصوروار کے قصور نہیں بخشتے اور یہ تک کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ کہ اِسے تو خدا بھی معاف نہیں کرے گا۔ اور اِسطرح وہ خود کو بھی عباد صالحین کے گروہ سے الگ کر لیتے ہیں۔ اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ... تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-12)

پھر آپ فرماتے ہیں "جو نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ: "ممکن ہے گزشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اس کا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کُل خطائیں بخش دیتا ہے اور پھر اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا۔ نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ یہ کس قدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ درگزر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 596۔ جدید ایڈیشن)

یعنی عباد صالحین کے چھوٹے اور بڑے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ آج جماعتِ احمدیہ ہی ہے جو دنیا کو گناہوں کے گڑھے سے نکال کر عباد صالحین کے گروہ میں شامل ہونے کی راہ دکھاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

خدا نے ہے خضرِ رہ بنایا ہمیں طریقِ محمدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں اُن کو صنم سے لا کر ملائیں گے ہم

عباد صالحین بہترین مخلوق ہیں

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں عباد صالحین کو بہترین مخلوق قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ (البینۃ:8)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، یہی ہیں وہ جو بہترین مخلوق ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کیونکہ اب اسلام قبول کرکے اور ان لوگوں میں شامل ہو کر جن میں شامل ہونے کی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی، حکم دیا تھا، مسیح ومہدی کو مان کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مضبوط بندھن اور تعلق کا اگر دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کے لئے اگر کامیابی کی کوئی راہ ہے اور آپ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر صرف اور صرف یہی راستہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم مسلمان ہو اور پکے مسلمان ہو تو تمہیں خوشی سے اچھلنا چاہئے، خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک راستہ دکھا دیا جو اس کی طرف لے جانے والا ہے۔ دنیا میں مختلف تنظیمیں بنتی ہیں، ایسوسی ایشنیں بنتی ہیں اُن کا کوئی نہ کوئی مطمحِ نظر ہوتا ہے، کوئی ماٹو ہوتا ہے۔ اور کوشش کرتی ہیں کہ اُس کو حاصل کریں اور پھر انفرادی طور پر بھی انسان اپنی زندگی کو ایک مقصد بناتا ہے، اُس کے بارے میں سوچتا ہے اور پھر اُس کے حصول کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے۔ لیکن اِن سب کا جو مقصد ہے وہ دنیاداری ہے کیونکہ کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ یہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ کوئی ضمانت نہیں ہے۔ لیکن ہمارے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اسلام پر اسی طرح عمل کر رہے ہو جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس کی وضاحت اور تشریح زمانے کے امام نے کی ہے تو نہ صرف یہ نیکیاں قائم کرکے تم دنیا میں بہترین مخلوق ہو بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو۔“(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍ستمبر 2004ء)

یعنی آج عباد صالحین بن کر دنیا و آخرت میں بہترین مخلوق کا درجہ پانے کا ذریعہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی اطاعت ہی ہے۔

عباد صالحین کے اعمال قبولیتِ دعا کے لیے وسیلہ ہیں

عباد صالحین کا مقام ایسا بلند ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک جگہ اعمالِ صالحہ کو قبولیتِ دعا کی غرض سے بطور وسیلہ پیش کر کے دعا کرنے کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ تین اشخاص کے ایک غار میں بارش سے بچنے کے لئے گئے تو غار کے منہ پر ایک پتھر آگرا جس نے ان پر وہ غار بند کر دی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: اُنْظُرُوا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفْرِجُهَا

ایسے نیک عملوں میں غور کرو جو تم نے اللہ کے لیے کیے ہوں اور اُن کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرو، شاید وہ اِس پتھر کو ہٹا دے۔(بخاری حدیث نمبر 5974 ترجمہ حضرت سید ولی اللہ زین العابدین شاہ صاحبؓ جلد 14 صفحہ 362)

چنانچہ تینوں نے اپنے اعمالِ صالحہ کا تذکرہ کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی مشکل کشائی کے لئے التجا کی تو اللہ تعالی نے وہ پتھر ہٹا دیا اور وہ تینوں اُس غار سے باہر نکل آئے۔

عباد صالحین کی سلامتی کے لئے دعاؤں کا حکم

عباد صالحین کے مقام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ہر نماز میں التحیات کی دعا کے دوران عباد صالحین پر سلامتی بھیجنے کی ہدایت دیتے ہوئے یہ الفاظ سکھائے ہیں ”اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ“ ہم پر سلامتی ہو اور عباد صالحین پر سلامتی ہو۔(بخاری حدیث 1202) چنانچہ دن رات ہر نماز پڑھنے والا عباد صالحین کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے۔

عباد صالحین کے لئے جنت کی بشارت

اللہ تعالیٰ عباد صالحین کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡہَا مِنۡ ثَمَرَۃٍ رِّزۡقًا ۙ قَالُوۡا ہٰذَا الَّذِیۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اُتُوۡا بِہٖ مُتَشَابِہًا ؕ وَ لَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ ٭ۙ وَّ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ:26)

اور خوشخبری دے دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ جب بھی وہ اُن (باغات) میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جاچکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا (رزق) لایا گیا تھا۔ اور ان کے لئے ان (باغات) میں پاک بنائے ہوئے جوڑے ہوں گے۔ اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دے دو کہ وہ ان باغوں کے وارث ہیں جن کے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالیٰ نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمالِ صالحہ کو نہروں سے۔ جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمالِ صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ بغیر پانی کے بدُوں سرسبز اور ثمردار ہو سکے۔ اسی طرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمالِ صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہو سکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کی طرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اس کے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اُس جگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت

(دیکھیں بقیہ صفحہ 13 کالم نمبر 2)



مجلس انصار اللہ یوکے کی خبریں

میٹنگ نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے

بمقام احاطہ مسجد بیت الرحیم، کارڈف، ویلز

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے کی ماہانہ میٹنگ ہر ماہ باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ البتہ 6 / اپریل 2025ء کو منعقد ہونے والی ماہانہ میٹنگ ایک خاص اہمیت کی حامل تھی۔ مجلس انصار اللہ یوکے کی کاوشوں سے زیر تعمیر مسجد بیت الرحیم، کارڈف، ویلز کے احاطہ میں اس میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ اسلام آباد، یوکے سے تین گاڑیوں پر مشتمل ایک قافلہ صبح ساڑھے سات بجے دعا کے بعد کارڈف کے لئے روانہ ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے روانگی سے قبل دعا کروائی۔ لندن اور برطانیہ کے مختلف شہروں سے نیشنل عاملہ کے 30 ممبران اور 14 ریجنل زعماء اعلیٰ اس میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے بڑے ذوق و شوق سے کارڈف آئے۔

دس بجے تک اکثر ممبران مسجد بیت الرحیم پہنچے، جہاں مکرم سعادت احمد صاحب، زعیم اعلیٰ ویلز اینڈ ساؤتھ ویسٹ نے ریجنل عاملہ اور مقامی انصار کے ساتھ آنے والے مہمانوں کا پُرتپاک استقبال کیا۔

محترم صدر مجلس اور عاملہ ممبران کو زیر تعمیر مسجد کا دورہ کروایا۔ ناشتے کے بعد گیارہ بجے عاملہ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ یہ میٹنگ ایجنڈے کے مطابق جاری رہی۔ میٹنگ کے دوران مسجد بیت الرحیم، کارڈف کے حوالے سے مکرم شکیل احمد بٹ صاحب نائب صدر انصار اللہ یوکے (انصار اللہ کی طرف سے پراجیکٹ انچارج) نے زیر تعمیر مسجد کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ پیش کی۔





نماز ظہر و عصر مکرم عثمان منان صاحب مربی سلسلہ کارڈف نے پڑھائی۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب نائب امیر یوکے، مکرم ناصر احمد خان صاحب نائب امیر یوکے اور مکرم عرفان قریشی صاحب سیکرٹری جائیداد یوکے بھی موجود تھے۔ نمازوں کے بعد مکرم ناصر احمد خان صاحب نے جملہ ممبران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پراجیکٹ کی پروگریس کے بارے میں بتایا۔ بعد ازاں تمام حاضرین ظہرانے میں شامل ہوئے۔



اس موقع پر تمام حاضرین کے دل اس زیر تعمیر مسجد کو تکمیل کے قریب دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے جذبات سے پُر تھے وہاں اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کی طرف بھی توجہ جا رہی تھی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کئے اور پھر آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذریعے اسلام کے نام پر تعمیر ہونے والی اس مسجد بیت الرحیم کے رنگ میں دنیا کے اس کنارے کارڈف، ویلز میں پورے ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ مسجد بھی اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

رمضان حفظ قرآن پروگرام

الحمدللہ ثم الحمدللہ قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ برطانیہ کو امسال بھی خاص طور پر رمضان کے مہینے میں ریجنل سطح پر حفظ قرآن کے پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ چند سالوں سے ہر ناصر جو حفظ مکمل کرتا ہے اسے انعام دیا جاتا ہے ۔امسال اس میں حصّہ لینے والے انصار کو قرآن کریم کے آخری پارہ (پارہ نمبر 30) کا نصف آخر یاد کرنا تھا۔



ریجنز سے موصول ہونے والی رپورٹس کچھ یوں رہیں۔

	Region	Date	Participants
1	West Midlands	16-Mar-25	57
2	North East	27-Mar-25	31
3	Noor	16-Mar-25	29
4	Nasir	15-Mar-25	29
5	South	29-Mar-25	29
6	Fazal	29-Mar-25	25
7	Baitul Ehsan	22-Mar-25	25
8	Baitul Futuh	15-Mar-25	22
9	Yorkshire	09-Mar-25	20
10	Masroor	20-Mar-25	19
11	Tahir	27-Mar-25	18
12	Scotland	30-Mar-25	17
13	Bashir	30-Mar-25	10
14	Muqami	16-Mar-25	7

(رپورٹ از تصور احمد خالد، نائب قائد تعلیم)

عشرہ ایثار

عشرہ کے دوران 65 سال اور اس سے زائد عمر کے انصار بھائیوں کو ذاتی طور پر ملنا اور انہیں تحفہ پیش کرنا تھا۔ مجالس سے موصول شدہ رپورٹس کے مطابق 131 مجالس کے 1443 سے زائد انصار کو اسکارف، ٹوپی اور شہد کی بوتل بطور تحفہ پہنچائی گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی مگر اہم کوشش تھی جو مجلس انصار اللہ یوکے کی محبت، خیال اور ہمدردی کی غمازی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ، 333 ارکان کو خریداری، راشن اور دیگر ضروریات میں مدد فراہم کی گئی۔

اس عشرہ کے دوران بے گھر افراد کے لئے ملک بھر میں 54 کھانا تقسیم کرنے کے سیشنز کا اہتمام کیا گیا۔ ان سیشنز میں 700 سے زائد افراد کو گرم پکا ہوا کھانا فراہم کیا گیا۔



23 فروری کو شعبہ ایثار نے "طویل مدتی صحت کے مسائل کے ساتھ زندگی گزارنا" کے موضوع پر ایک آن لائن فورم کا انعقاد کیا، جس میں ڈاکٹر غضنفر شیخ صاحب اور ڈاکٹر رانا مقبول احمد صاحب نے شریک ہو کر اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔ اس فورم میں 200 سے زائد ارکان نے شرکت کی اور مختلف صحت کے مسائل پر سوالات کیے، جس سے ارکان کو طویل مدتی صحت کے مسائل سے نمٹنے کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوئیں۔

عشرہ کے دوران مقامی اور ریجنل ایثار فورم بھی منعقد کیے گئے، جن میں ارکان نے اپنی ذاتی تجربات، اشعار اور خلافت کی اہمیت پر خیالات کا تبادلہ کیا۔



(رپورٹ از عرفان احمد قائد ایثار)